جدید کمپیوٹر ایڈیشن

تفسیر کمالین

شرح اردو

تفسیر جلالین

تفسیر

علامہ جلال الدین محلیؒ و علامہ جلال الدین سیوطیؒ

شرح

حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی صاحب

استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 021-32213768

تفسیر کمالین

شرح اردو

تفسیر جلالین

جلد سوم

پارہ ۱۱ تا پارہ ۱۵

بقیہ سورۃ التوبۃ

تا

سورۃ الکہف

تفسیر

علامہ جلال الدین محلیؒ و علامہ جلال الدین سیوطیؒ

شرح

حضرت مولانا محمد نعیم دیوبندی صاحب مدظلہم

استاذ تفسیر دارالعلوم دیوبند

مکتبہ دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی

طباعت : ایڈیشن جنوری ٢٠٠٨ء

ضخامت : ٦ جلد صفحات ٣٢٢٤

تصدیق نامہ

میں نے ''تفسیر کمالین شرح اردو تفسیر جلالین'' کے متن قرآن کریم کو بغور پڑھا جو کمی نظر آئی اصلاح کردی گئی۔ اب الحمدللہ اس میں کوئی غلطی نہیں انشاء اللہ۔

محمد شفیق (فاضل جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن)
نمبر مجاریہ R.ROAUQ 2002/338
رجسٹرڈ پروف ریڈر محکمہ اوقاف سندھ
23/08/06

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیب روڈ لسبیلہ کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ٢ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد

ادارہ اسلامیات ١٩٠۔ انارکلی لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

Azhar Academy Ltd.
At Continenta (London) Ltd.
Cooks Road, London E15 2PW

یہ پاکستانی طبع شدہ ایڈیشن صرف انڈیا ایکسپورٹ نہیں کیا جاسکتا

توراۃ کا بیان:...........آیت **وجاءت سیارۃ الخ** میں کس قافلہ کا بیان ہے؟ توراۃ میں ہے کہ قافلہ اسماعیلیوں کا تھا۔ جو گرم مصالحہ، بلسان اور مرمصر لے جارہا تھا اور اس وقت پہنچا جب برادران یوسف اپنا کام پورا کر کے روٹی کھانے بیٹھے تھے۔ یہودا نے کہا بہتر ہے ہم یوسفؑ کو ان کے ہاتھ بیچ ڈالیں اس کے مار ڈالنے سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے بیس سکوں میں بیچ ڈالا۔ اور توراۃ میں ہے کہ یہ کنواں بیابان میں تھا۔ جس میں ایک بوند پانی نہیں تھا۔'' لیکن پانی کی تلاش میں جب سقہ نے کنویں میں ڈول ڈالا۔ تو حضرت یوسف علیہ السلام کنویں میں پڑے ہوئے تھے۔ یہ سمجھے کہ شاید کوئی آدمی مجھے نکالنے آیا ہے اور ڈول میں بیٹھ گئے۔ اس طرح ان کی رہائی کا خود بخود سامان ہوگیا۔

لطائف آیات:...........آیت **اذقال یوسف الخ** سے معلوم ہوا کہ مرید کو جو حال یا وارد جاگنے یا سونے میں خواب کے ذریعہ پیش آئے اسے اپنے شیخ سے بیان کردے۔ آیت **قال یا بنیّ لا تقصص الخ** سے معلوم ہوا کہ شیخ کے علاوہ اپنا حال کسی سے نہ کہے کہ اس میں نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے اور نقصان مقامات کے اعتبار سے مختلف ہوسکتا ہے۔

آیت **اذ قال یوسف واخوہ الخ** سے سے معلوم ہوا کہ اگر کسی مرید میں رشد وہدایت کے آثار زیادہ محسوس ہوں تو شیخ سے اس زیادہ محبت رکھ سکتا ہے۔ نیز بعض دفعہ دوسرے مریدین کو برادران یوسف کی طرح شیخ کی اس زیادتی تعلق کے متعلق خطاء اجتہادی کا گمان ہوسکتا ہے۔

آیت **یخل لکم الخ** سے معلوم ہوا کہ شیخ کی توجہ کو مریدین کی اصلاح میں بڑا دخل ہے۔

آیت **ارسل معنا الخ** سے معلوم ہوا کہ بعض دفعہ اس قسم کی مصلحت کے لئے زبانی یا عملی تفریح میں مرید کا لگنا درست ہوتا ہے۔

آیت **بل سولت لکم الخ** سے معلوم ہوا کہ فراست اور کشف کا ہمیشہ صحیح ہونا ضروری نہیں۔

آیت **وشروہ بثمن الخ** سے معلوم ہوا کہ جس طرح یہاں آزاد کا بیچنا ناجائز تھا۔ لیکن خوف کی وجہ سے منع نہیں کرسکے۔ اسی طرح نقصان کے اندیشہ سے ایسے مواقع پر سکوت اختیار کرنا کمال کے منافی نہیں ہوگا۔

وَقَالَ الَّذِی اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ وَهُوَ قِطْفِيْرُ الْعَزِيْزُ **لِامْرَاَتِهٖٓ** زُلَيْخَا **اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ** مَقَامَهُ عِنْدَنَا **عَسٰٓى اَنْ يَّنْفَعَنَآ اَوْ نَتَّخِذَهٗ وَلَدًا** وَكَانَ حَصُوْرًا **وَكَذٰلِكَ** كَمَا نَجَّيْنَاهُ مِنَ الْقَتْلِ وَالْجُبِّ وَعَطَفْنَا قَلْبَ الْعَزِيْزِ **مَكَّنَّا لِيُوْسُفَ فِى الْاَرْضِ** اَرْضِ مِصْرَ حَتّٰى بَلَغَ مَا بَلَغَ **وَلِنُعَلِّمَهٗ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ** تَعْبِيْرًا لِرُؤْيَا عَطْفٌ عَلٰى مُقَدَّرٍ مُتَعَلِّقٍ بِمَكَّنَّا اَیْ لِنُمَكِّنَهٗ اَوِ الْوَاوُ زَائِدَةٌ **وَاللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰٓى اَمْرِهٖ** تَعَالٰى لَا يُعْجِزُهٗ شَیْءٌ **وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ** وَهُمُ الْكُفَّارُ **لَا يَعْلَمُوْنَ﴿۲۱﴾** ذٰلِكَ **وَلَمَّا بَلَغَ اَشُدَّهٗٓ** وَهُوَ ثَلٰثُوْنَ سَنَةً اَوْ ثَلٰثٌ **اٰتَيْنٰهُ حُكْمًا** حِكْمَةً **وَّعِلْمًا** فِقْهًا فِی الدِّيْنِ قَبْلَ اَنْ يُبْعَثَ نَبِيًّا **وَكَذٰلِكَ** كَمَا جَزَيْنَاهُ **نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ﴿۲۲﴾** لِاَنْفُسِهِمْ **وَرَاوَدَتْهُ الَّتِىْ هُوَ فِىْ بَيْتِهَا** هِیَ زُلَيْخَا **عَنْ نَّفْسِهٖ** اَیْ طَلَبَتْ مِنْهُ اَنْ

يُوَاقِعَهَا وَغَلَّقَتِ الْاَبْوَابَ لِلْبَيْتِ وَقَالَتْ لَهٗ هَيْتَ لَكَ اَیْ هَلُمَّ وَاللَّامُ لِلتَّبْيِيْنِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِكَسْرِ الْهَاءِ
وَاُخْرٰی بِضَمِّ التَّاءِ قَالَ مَعَاذَ اللّٰهِ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ اِنَّهٗ اَیِ الَّذِیْ اشْتَرَانِیْ رَبِّیْٓ سَيِّدِیْ اَحْسَنَ مَثْوَایَ
مَقَامِیْ فَلَا اَخُوْنُهٗ فِیْ اَهْلِهٖ اِنَّهٗ اَیِ الشَّاْنُ لَا يُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۳﴾ الزُّنَاةُ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهٖ قَصَدَتْ مِنْهُ
الْجِمَاعَ وَهَمَّ بِهَا قَصَدَ ذٰلِكَ لَوْلَآ اَنْ رَّاٰ بُرْهَانَ رَبِّهٖ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍؓ مُثِّلَ لَهٗ يَعْقُوْبُ فَضَرَبَ صَدْرَهٗ
فَخَرَجَتْ شَهْوَتُهٗ مِنْ اَنَامِلِهٖ وَجَوَابُ لَوْ لَا لَجَامَعَهَا كَذٰلِكَ اَرَيْنَاهُ الْبُرْهَانَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ
الْخِيَانَةَ وَالْفَحْشَآءَ الزِّنَا اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ فِی الطَّاعَةِ وَفِیْ قِرَاءَةٍ بِفَتْحِ اللَّامِ اَیِ
الْمُخْتَارِيْنَ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ بَادِرًا اِلَيْهِ يُوْسُفُ لِلْفِرَارِ وَهِیَ لِلتَّشَبُّثِ بِهٖ فَاَمْسَكَتْ ثَوْبَهٗ وَجَذَبَتْهُ اِلَيْهَا
وَقَدَّتْ شَقَّتْ قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا وَجَدَا سَيِّدَهَا زَوْجَهَا لَدَا الْبَابِ فَنَزَّهَتْ نَفْسَهَا ثُمَّ قَالَتْ مَا
جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا زِنًا اِلَّآ اَنْ يُّسْجَنَ اَیْ يُحْبَسَ اَیِ السِّجْنُ اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ مُؤْلِمٌ
بِاَنْ يُّضْرَبَ قَالَ يُوْسُفُ مُتَبَرِّئًا هِیَ رَاوَدَتْنِیْ عَنْ نَّفْسِیْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ابْنُ عَمِّهَا رُوِیَ اَنَّهٗ
كَانَ فِی الْمَهْدِ فَقَالَ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ قُدَّامٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ
قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ خَلْفٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ زَوْجُهَا قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ
قَالَ اِنَّهٗ اَیْ قَوْلُكِ مَا جَزَاءُ مَنْ اَرَادَ الخ مِنْ كَيْدِكُنَّ اِنَّ كَيْدَكُنَّ اَيَّتُهَا النِّسَاءُ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ثُمَّ قَالَ يَا
يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا الْاَمْرِ وَلَا تَذْكُرْهُ لِئَلَّا يَشِيْعَ وَاسْتَغْفِرِیْ يَا زُلَيْخَا لِذَنْۢبِكِ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ
الْخٰطِئِيْنَ ﴿۲۹﴾ الْاٰثِمِيْنَ وَاشْتَهَرَ الْخَبَرُ وَشَاعَ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِی الْمَدِيْنَةِ مَدِيْنَةِ مِصْرَ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ ع ۳/۱۴
تُرَاوِدُ فَتٰهَا عَبْدَهَا عَنْ نَّفْسِهٖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا تَمْيِيْزٌ اَیْ دَخَلَ حُبُّهٗ شِغَافَ قَلْبِهَا اَیْ غِلَافَهٗ اِنَّا لَنَرٰىهَا فِیْ
ضَلٰلٍ خَطَاءٍ مُّبِيْنٍ ﴿۳۰﴾ بَيِّنٍ بِحُبِّهَا اِيَّاهُ فَلَمَّا سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ غِيْبَتِهِنَّ لَهَا اَرْسَلَتْ اِلَيْهِنَّ
وَاَعْتَدَتْ اَعَدَّتْ لَهُنَّ مُتَّكَاً طَعَامًا يُقْطَعُ بِالسِّكِّيْنِ لِلْاِتِّكَاءِ عِنْدَهٗ وَهُوَ الْاُتْرُجُّ وَّاٰتَتْ اَعْطَتْ كُلَّ
وَاحِدَةٍ مِّنْهُنَّ سِكِّيْنًا وَّقَالَتِ لِيُوْسُفَ اخْرُجْ عَلَيْهِنَّ فَلَمَّا رَاَيْنَهٗٓ اَكْبَرْنَهٗ اَعْظَمْنَهٗ وَقَطَّعْنَ اَيْدِيَهُنَّ
بِالسَّكَاكِيْنِ وَلَمْ يَشْعُرْنَ بِالْاَلَمِ لِشُغْلِ قَلْبِهِنَّ بِيُوْسُفَ وَقُلْنَ حَاشَ لِلّٰهِ تَنْزِيْهًا لَهٗ مَا هٰذَا اَیْ يُوْسُفُ بَشَرًا
اِنْ مَا هٰذَآ اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ﴿۳۱﴾ لِمَا حَوَاهُ مِنَ الْحُسْنِ الَّذِیْ لَا يَكُوْنُ عَادَةً فِی النَّسَمَةِ الْبَشَرِيَّةِ وَفِی
الصَّحِيْحِ اَنَّهٗ اُعْطِیَ شَطْرَ الْحُسْنِ قَالَتْ امْرَاَةُ الْعَزِيْزِ لَمَّا رَاَتْ مَا حَلَّ بِهِنَّ فَذٰلِكُنَّ فَهٰذَا هُوَ الَّذِیْ
لُمْتُنَّنِیْ فِيْهِ فِیْ حُبِّهٖ بَيَانٌ لِعُذْرِهَا وَلَقَدْ رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ فَاسْتَعْصَمَ امْتَنَعَ وَلَئِنْ لَّمْ يَفْعَلْ مَآ اٰمُرُهٗ

بِہٖ **لَیُسْجَنَنَّ وَلَیَکُوْنًا مِّنَ الصّٰغِرِیْنَ**﴿۳۲﴾ اَلذَّلِیْلِیْنَ فَقُلْنَ لَہٗ اَطِعْ مَوْلَاتَکَ **قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَیَّ مِمَّا یَدْعُوْنَنِیْٓ اِلَیْہِ ج وَاِلَّا تَصْرِفْ عَنِّیْ کَیْدَھُنَّ اَصْبُ** اَمِلْ **اِلَیْھِنَّ وَاَکُنْ** اَصِرْ **مِّنَ الْجٰھِلِیْنَ**﴿۳۳﴾ اَلْمُذْنِبِیْنَ وَالْقَصْدُ بِذٰلِکَ الدُّعَاءُ فَلِذَا قَالَ تَعَالٰی **فَاسْتَجَابَ لَہٗ رَبُّہٗ** دُعَاءَہٗ **فَصَرَفَ عَنْہُ کَیْدَھُنَّ ط اِنَّہٗ ھُوَ السَّمِیْعُ** لِلْقَوْلِ **الْعَلِیْمُ**﴿۳۴﴾ بِالْفِعْلِ **ثُمَّ بَدَا** ظَھَرَ **لَھُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰیٰتِ** اَلدَّالَّاتِ عَلٰی بَرَاءَۃِ یُوْسُفَ اِنْ یَّسْجُنُوْہُ دَلَّ عَلٰی ھٰذَا **لَیَسْجُنُنَّہٗ حَتّٰی اِلٰی حِیْنٍ**﴿۳۵﴾ ع یَنْقَطِعُ فِیْہِ کَلَامُ النَّاسِ فَسُجِنَ

ع ۱۴

ترجمہ: .... اور اہل مصر میں سے جس شخص نے یوسفؑ کو قافلہ والوں سے مول لیا تھا (یعنی قطفیر عزیز) اس نے اپنی بیوی (زلیخا) سے کہا اسے خاطر سے رکھنا (اس کا مقام ہمارے یہاں بلند رہنا چاہیئے) عجب نہیں یہ ہمارے کام آئے یا ہم اسے بیٹا بنالیں (کیونکہ عزیز مصر نامرد تھا) اسی طرح (جیسے ہم نے انہیں قتل اور کنویں میں ڈالنے سے نجات بخشی اور عزیز مصر کا دل ان کی طرف مائل کردیا) ہم نے یوسفؑ کا قدم سرزمین مصر میں جما دیا (یہاں تک کہ انہوں نے اس قدر ترقی کرلی) اور تاکہ ہم انہیں خواب کی تعبیر دینا بتلادیں (اس کا عطف مقدر پر ہو رہا ہے اور مـکـنـا کے متعلق ہے۔ یعنی ہم نے انہیں جما دیا۔ یا واؤ زائد ہے) اور اللہ کو جو معاملہ کرنا ہوتا ہے وہ کر کے رہتا ہے (اسے کوئی مات نہیں دے سکتا) لیکن اکثر آدمی (کفار) ایسے ہیں جو نہیں جانتے (یہ بات) اور پھر جب یوسفؑ اپنی جوانی کو پہنچے (یعنی تیس، تینتیس سال کے ہوئے) تو ہم نے انہیں کارفرمائی کی قوت (حکمت) اور علم کی دولت بخشی (نبوت سے پہلے دین کی سمجھ عطا کی) ہم نیک عملوں کو ایسا ہی بدلہ (جیسے انہیں بخشا) دیا کرتے ہیں اور جس عورت (زلیخا) کے گھر میں یوسفؑ رہتے تھے وہ اس پر ڈورے ڈالنے لگی (خواہش پوری کرنے کے لئے انہیں پھسلانے لگی) اور اس نے (اپنے گھر کے) دروازے بند کردیئے اور (ان سے) بولی "لو آؤ" تم ہی سے کہتی ہوں (یعنی آجاؤ اس مین لام بیانیہ ہے اور ایک قرأت میں کسرہ ہاء کے ساتھ اور دوسری قرأت میں ضمہ تاء کے ساتھ ہے) یوسفؑ کہنے لگے معاذ اللہ (اللہ بچائے اس کام سے) وہ (جس نے مجھے مول لیا ہے) میرا مربی (آقا ہے) اس نے مجھے عزت کے ساتھ جگہ دی (اس لئے مجھے اس کی امانت میں خیانت نہیں کرنی چاہیئے) ایسے حق فراموشوں (زناکاروں) کو فلاح نہیں ہوا کرتی اور عورت کے دل میں یوسف کا خیال جم ہی چکا تھا (ان سے خواہش پورا کرنے کا ارادہ کرچکی تھی) اور ان کو بھی اس عورت کا کچھ کچھ خیال ہو چلا تھا (اس طرف مائل ہونے لگے تھے) اگر ان کے پروردگار کی دلیل ان کے سامنے نہ آگئی ہوتی (ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یوسفؑ کے سامنے حضرت یعقوبؑ کی شبیہ کردی گئی۔ جس نے یوسفؑ کی چھاتی پر ایسا ہاتھ مارا کہ ان کی شہوت انگلیوں کے راستے سے نکل گئی۔ لـو لا کا جواب لـجـامـعـھـا محذوف ہے) اسی طرح (ہم نے انہیں دکھلادی) تاکہ برائی (خیانت) اور بے حیائی (زنا) کی باتیں ان سے دور رکھیں۔ بلاشبہ وہ ہمارے ان بندوں میں سے تھے جو برگزیدگی کے لئے چن لئے گئے (بلحاظ اطاعت کے اور ایک قرأت میں فتح لام کے ساتھ آیا ہے بمعنی پسندیدہ) اور دونوں آگے پیچھے دروازہ کی طرف دوڑے (یوسفؑ تو بھاگنے کے لئے دوڑے اور زلیخا انہیں پکڑنے کے لئے لپکی اور ان کا کپڑا پکڑ کر اپنی طرف کھینچنے لگی) عورت نے یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے کھینچا اور پھاڑ ڈالا) اور دونوں نے دیکھا (پایا) کہ عورت کا خاوند (شوہر) دروازہ کے پاس کھڑا ہے (اس لئے اپنی برأت کرنی شروع کردی اور) لگی جو آدمی تیرے اہل خانہ کے ساتھ بری بات (زنا) کا ارادہ کرے اس کی کیا سزا ہونی چاہیئے؟ بس اسے تو جیل خانہ بھیج دینا چاہیئے (یعنی جیل میں بند کردینا چاہیئے) یا کوئی اور دردناک سزا دی جائے (تکلیف دہ ہو۔ انہیں پیٹا جائے)

یوسفؑ بولے (اپنی برائت کرتے ہوئے) کہ خود اسی نے مجھ پر ڈورے ڈالے ہیں کہ میں پھسل پڑوں۔ اور اس عورت کے کنبہ والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی (جو اس کا چچازاد بھائی تھا۔ روایت ہے کہ اس نے گہوارے میں بات کی کہ) یوسفؑ کا کرتہ اگر آگے (سامنے) سے پھٹا ہے تب تو عورت سچی ہے یوسفؑ جھوٹے ہیں اور اگر پیچھے سے دو ٹکڑے ہوا ہے تو عورت نے جھوٹ بولا یوسفؑ سچے ہیں۔ پس جب عورت کے شوہر نے دیکھا کہ یوسفؑ کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو کہنے لگا کہ یہ (تیرا کہنا کہ ما جزاء الخ) تم عورتوں کی چالاکی ہے۔ بے شک تمہاری چالاکیاں بھی غضب ہی کی ہوتی ہیں (پھر بولا کہ) اے یوسفؑ! درگزر کر اس معاملہ سے (کسی سے اس کا ذکر مت کرنا ورنہ بات پھیل جائے گی) اور (اے زلیخا) اپنے قصور کی معافی مانگ لے۔ بے شک تو ہی سر تا پا قصوروار ہے (خطاکار ہے۔ یہ خبر پھیل کر مشہور ہوگئی) اور شہر (مصر) کی چند عورتیں کہنے لگیں۔ دیکھو عزیز کی بیوی اپنے غلام پر ڈورے ڈالنے لگی۔ کہ اسے رجھالے۔ وہ اس کی چاہت میں دل ہار گئی (یہ تمیز ہے۔ یعنی اس کی محبت اس کے دل میں جگہ پکڑ گئی) ہمارے خیال میں تو وہ صریح بدچلنی میں پڑ گئی (اس سے محبت کر کے کھلی ہوئی غلطی کر رہی ہے) جب عزیز مصر کی بیوی نے مکاری (اپنی غیبت) کی یہ باتیں سنیں تو انہیں بلوا بھیجا اور ان کے لئے مسندیں آراستہ کیں۔ (ایسی کھانے کی چیز جو ٹیک لگائے ہوئے چھری سے کاٹ کر کھائی جاسکتی ہے یعنی ترنج) اور ہر ایک کو ایک چھری پیش کر دی۔ پھر (یوسفؑ سے) کہا ان سب کے سامنے نکل آؤ۔ جب عورتوں نے یوسفؑ کو دیکھا تو حیران (ہکا بکا) رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں (چاقوؤں سے اور یوسفؑ کی طرف توجہ ہونے کی وجہ سے انہیں تکلیف کا احساس تک نہ ہوا) اور پکار اٹھیں ''سبحان اللہ'' یہ (یوسفؑ) تو انسان نہیں ہے۔ ضرور ایک فرشتہ ہے بڑے رتبہ کا (کیونکہ وہ حسن کے اس درجہ پر تھے جو عادۃً کسی انسان میں جمع نہیں ہوتا۔ حدیث میں ہے کہ حضرت یوسفؑ کو آدھا حسن عطا فرمایا گیا تھا) بولی (عزیز مصر کی بیوی۔ ان عورتوں کی بدحواسی دیکھ کر) یہ ہے وہ آدمی جس کی (محبت کے) بارے میں تم نے مجھے طعنے دیئے تھے (اس میں اپنی معذرت بیان کی ہے) ہاں! بیشک میں نے اس کا دل اپنے قابو میں لینا چاہا تھا۔ مگر وہ بے قابو نہ ہوا (بچا رہا) اور آئندہ اگر یہ میرا کہنا نہیں مانے گا تو ضرور جیل خانہ کی ہوا کھائے گا اور بے عزت بھی ہوگا (عورتیں یوسفؑ کو سمجھانے لگیں کہ تمہیں اپنی مالکہ کا کہنا مان لینا چاہیئے) یوسفؑ نے اللہ کے حضور دعا کی۔ خدایا! مجھے قید میں رہنا اس بات سے کہیں زیادہ پسند ہے جس کی طرف یہ عورتیں بلا رہی ہیں۔ اگر آپ نے ان کی مکاریوں کے دام سے نہ بچایا تو عجب نہیں میں ان کی طرف جھک پڑوں اور نادانی کا کام کر بیٹھوں (کوتاہی کر گزروں اور ان جملوں کا مقصد چونکہ دعا تھی اس لئے حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں) سو ان کے پروردگار نے ان کی (دعا) سن لی اور ان عورتوں کے داؤ پیچ سے انہیں بچالیا۔ بلاشبہ وہی ہے (دعا کا) بڑا سننے والا اور (کاموں کو) خوب جاننے والا۔ پھر مختلف علامات دیکھنے کے بعد (جو یوسفؑ کی پاک دامنی پر دلالت کر رہی ہیں۔ انہیں جیل بھیجنا ہی مناسب معلوم ہوا۔ جیسا کہ اگلے جملہ سے معلوم ہو رہا ہے) یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ ایک خاص وقت تک کے لئے یوسفؑ کو قید میں ڈال دیں (لوگوں کے چرچے کم ہو جانے تک۔ چنانچہ انہیں حوالۂ جیل کر دیا گیا)

تحقیق وترکیب:......... **حصوراً** جو عورتوں کے لائق نہ ہو یا قاضی کی رائے کے مطابق بانجھ ہو۔ **واللّٰہ غالب** بعض آثار میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ ابن ادم ترید وانا ارید ولا یکون الا ما ارید فان اسلمت لی فیما ارید اعطیتك ما ترید وان نازعنی فیما ارید اتصبتك فیما ترید ثم لا یکون الا ما ارید اس لئے ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ تقدیر الٰہی پر بندہ کو چوں وچرا نہیں کرنی چاہیئے۔ وراودته باب مفاعلۃ میں اصل تو جانبین کی شرکت ہوتی ہے۔ لیکن یہاں صرف ایک جانب سے ہے اور دوسری جانب میں سبب کو فعل کے قائم مقام کر دیا گیا ہے۔ یعنی حضرت یوسفؑ کا حسن وجمال مراودت کا باعث بنا۔ جیسے مداوات مریض کا سبب بیماری